171588 ـ لڑکی کا ولی کب عاضل شمار ہوگا اور اس سے دوسرے ولی میں ذمہ داری کب منتقل ہو گی ؟

سوال

بعض لڑکیاں اسلامك سینٹر جا کر دعوی کرتی ہیں کہ اس کا ولی اس کی شادی نہیں کرتا (اس کا رشتہ ٹھکرا رہا ہے حالانکہ وہ اس رشتہ کو پسندکرتی ہے) تا کہ اس ولی کی بجائے کسی اور کو ولی بنا کراس کی شادی کی جائے، یا پھر اگر اس کا کوئی اور ولی نہیں تو اسلامك سینٹر کا چئرمین ولی بن کر شادی کرے.
بعض اوقات ہو سکتا ہے اسلامك سینٹر کا چئرمین اس کے لڑکی کے ساتھ نرم رویہ اختیارکرتے ہوئے بغیر تحقیق کیے ہی اس کی شادی کر دے، جس کے نتیجہ میں لڑکی کے اولیاء یا پھر خاوند اور لڑکی کے ولی کے مابین مشکلات پیدا ہو جائیں، برائے مہربانی اس کے متعلق حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ولی پر لازم ہے کہ اگر اس کی ولایت میں موجود لڑکی کا مناسب اور برابری کا رشتہ آئے جسے سے وہ شادی کرنے پر راضی ہو تو وہ اس کی شادی کر دے، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو عاضل یعنی لڑکی کو شادی سے روکنے والا شمار ہو گا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" العضل کا معنی یہ ہے کہ: عورت کو اس کے مناسب اور برابری کا رشتہ آنے اور عورت کے رشتہ کرنے کے مطالبہ کے باوجود اسے شادی سے منع کیا جائے، اور عورت اور اس کے لیے آنے والا رشتہ دونوں ایك دوسرے کی رغبت رکھتے ہوں...

چاہے عورت اس شادی کے لیے مہر مثل یا اس سے کم طلب کرتی ہو، امام شافعی اورابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے، اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: مہر مثل سے کم پر شادی کرنا چاہے تو ولی کو اسے شادی کرنے سےمنع کرنے کا حق حاصل ہے...

اگر عورت کسی بعینہ شخص جو کہ اس کے لیے مناسب اور برابری کا رشتہ ہو میں رغبت رکھے اور اس کا ولی اس لڑکی کا کسی اور کے ساتھ رشتہ کرنا چاہے جو اس کے لیے مناسب اور برابری کا نہیں، جس سے لڑکی شادی کرنا

چاہتی ہے وہ اس سے شادی نہیں کرتا تو وہ ولی عاضل یعنی شادی سے روکنے والا کہلائیگا.

لیکن اگر لڑکی کسی ایسے شخص سے شادی کرنا چاہتی ہو جو اس کا کفو اور برابر کا نہیں تو پھر ولی کو اس سے شادی کرنے سے روکنے کا حق حاصل ہے، اس صورت میں وہ عاضل یعنی شادی سے روکنے والا نہیں کہلائیگا " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (9 / 383).

عورت کو شادی سے روکنا حرام ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے، اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرة (232).

امام بخاری رحمہ اللہ نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ کی بہن کی ایك شخص کے ساتھ شادی ہوئی تو اس شخص نے اسے طلاق دے کر اسے چھوڑ دیا حتی کہ اس کی عدت بھی گزر گئی، اور پھر اس کا رشتہ مانگا تو معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ اس سے ناراض ہوئے اور کہنے لگے:

اسے رکھنے کی استطاعت ہوتے ہوئے چھوڑ دیا، اور اب پھر اس کا رشتہ مانگ رہا ہے، تو انہوں نے اس کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے، اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرة (232).

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ کو بلایا اور یہ آیت ان کے سامنے تلاوت فرمائی، تو انہوں نے اپنی ناراضگی چھوڑ کر اللہ کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کر دیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5331).

اس بنا پر عورت کے ولی کے لیے مناسب اور کفو و برابری کا رشتہ جس پر عورت راضی بھی ہو سے شادی کرنے سے روکنا جائز نہیں ہے.

اصل میں ولی اپنی ذمہ داری میں موجود عورت کی مصلحت پر حریص ہوتا ہے، اس لیے ہو سکتا ہے وہ اس رشتہ کو کئی ایك اسباب کی بنا پر رد کر رہا ہو، جو اس کے اخلاق اور اس کی شہرت سے تعلق رکھتے ہوں، یا پھر اس کے خاندان اور گھر والوں سےمتعلق ہوں، یا کوئی اور سبب ہو سکتا ہے اس لیے ولی کو چاہیے کہ وہ رشتہ رد کرنے کےاسباب بیان کرے اگر تو سبب معقول ہو تو وہ عاضل یعنی شادی سے روکنے والا نہیں کہلائیگا.

لیکن اگر وہ بغیر کسی سبب کے یا پھر کسی غیر معتبر اور غیر معقول سبب کے رشتہ سے انکار کر رہا ہے تو وہ عاضل یعنی شادی سے روکنے والا کہلائیگا، اور ہو سکتا ہے معتبر اور غیر معتبر سبب ہونےمیں اختلاف ہو جائے، اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ شادی سے روکنے کا حکم لگانے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے.

لہذا عورت کی شادی کرنے سے قبل تحقیق کر لینی چاہیے کہ اس کا ولی اس کی شادی کیوں نہیں کر رہا، اورخاص کر جب اس عورت کا کوئی اور ولی نہ ہو اور اس کی شادی اسلامك سینٹر کی جانب سے کرائی جا رہی ہو تو تحقیق کرنا ضروری ہے.

نکاح کی اہمیت اور اس پر مرتب ہونے والے عظیم نتائج اور عضل کے دعوی میں غلطی ہونے احتمال کی خاطر فقہاء کرام کی ایك جماعت کا کہنا ہے کہ: عضل یعنی شادی سے روکنے کی حالت میں قریب والے کی ولایت دور والے ولی میں منتقل نہیں ہوگی، بلکہ سلطان یعنی قاضی ولی بن جائیگا.

اور فقہاء کی ایك جماعت کہتی ہے کہ: عضل یعنی شادی سے روکنا اسی صورت میں ثابت ہوگا جب یہ عمل تین بار تکرار کے ساتھ ثابت ہو جائے.

الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ میں درج ہے:

" فقہاء کرام کا مسلك ہے کہ جب ولی کا عضل یعنی عورت کو شادی سے روکنا ثابت ہو جائے اور یہ چیز حاکم کے ہاں ثابت ہو اور عضل کا کوئی معقول اور قابل قبول سبب نہ ہو تو قاضی اور حاکم اس کی شادی کا حکم دےگا، اور اگر ولی اس کی شادی نہ کرے تو پھر اس کی ولایت دوسرے ولی کو منتقل ہو جائیگی.

لیکن فقہاء کرام اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ اس صورت میں ولایت کس ولی میں منتقل ہوگی، احناف اور شافعیہ اور مالکیہ میں سے ابن قاسم کے علاوہ اور ایك روایت میں امام احمد کے ہاں ولایت حاکم میں منتلق ہو جائیگی؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اگر آپس میں اختلاف کریں تو پھر جس کا ولی نہیں اس کا حاکم ولی ہو گا "

اور اس لیے بھی کہ حاکم ایسے شخص پر ظلم نہیں کریگا جو اس کے پاس مقدمہ لے کرآتا ہے، اور حاکم ظلم ختم

کرنے کے قائم مقام ہوگا، جیسا کہ اگر اس پر قرض ہو اور وہ قرض کی ادائیگی نہ کرے.

عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ اور قاضی شریح سے یہی مروی ہے، لیکن شافعیہ کے ہاں اسے مقید کیا گیا ہے کہ اگر عضل تین بار سے کم ہو تو پھر.

اور حنابلہ کہتے ہیں کہ جب قریب ترین ولی شادی نہ کرے تو ولایت دور والے ولی میں منتقل ہو جائیگی، امام احمد رحمہ اللہ نے یہی بیان کیا ہے؛ کیونکہ قریب والے ولی نہیں شادی نہیں کی تو دور والا ولی اس کی شادی کرنے کا مالك بن جائیگا، جس طرح اگر وہ پاگل ہو جائے تو دور والا ولی شادی کریگا

اور اس لیے بھی کہ وہ شادی سے روکنے کی بنا پر فاسق ہو گیا تو اس طرح ولایت اس سے منتقل ہو گئی، اور اگر سارے ولی اس کی شادی نہ کریں تو پھر حاکم اس کی شادی کریگا.

رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :

" جس کا کوئی ولی نہ ہو تو حاکم اس کا ولی ہوگا "

اسے اس صورت پر محمول کیا جائیگا جب سارے ولی اس کی شادی نہ کریں؛ اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اگر وہ جھگڑا اور اختلاف کریں "

یہاں جمع کی ضمیر سب کے لیے ہے.

اور شافعیہ کہتے ہیں کہ: جب قریب ترین ولی سے بار بار شادی نہ کرنے کا تکرار ہو، اگر تین بار ہو تو ولایت منتقل ہو گر اس سے دور والے ولی میں چلی جائیگی، کیونکہ اس نے شادی سے روك کر فسق کا ارتکاب کیا ہے؛ اور اس لیے کہ بار بار شادی سے روکنے کی بنا پر وہ فاسق ہو جائیگا " انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ (30 / 144).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب عورت کا ولی کسی مناسب اور دینی اور اخلاقی کفو و برابری کا رشتہ آنے پر عورت کی شادی نہ کرے تو ولایت اس سے منتقل ہو کر اس کے بعد قریب ترین عصبہ مرد میں چلی جائیگی، اور اگر سارے ولی ہی انکار کر دیں جیسا کہ غالب میں ہوتا ہے تو پھر ولایت شرعی حاکم کو منتقل ہو جائیگی، اور شرعی حاکم اس عورت کی شادی کرائیگا.

شرعی حاکم پر ضروری اور واجب ہے کہ اگر معاملہ اس تك پہنچے اور اسے علم ہو جائے کہ اس عورت کے اولیاء نے اس عورت کی شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے تو وہ شرعی حاکم اس کی شادی کرائے، کیونکہ جب ولایت خاصہ حاصل نہ ہو تو حاکم شرعی کو عمومی ولایت حاصل ہوتی ہے.

اور پھر فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے کہ جب کفو و برابری کا مناسب رشتہ ولی بار بار رد کر دے تو اس سے وہ فاسق جائیگا اور اس طرح اس کی ولایت ساقط ہو جائیگی، بلکہ امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور مذہب تو یہ ہے کہ اس کی امامت بھی ساقط ہو جائیگی، اس لیے وہ نماز میں امام بھی نہیں بن سکتا، اور یہ معاملہ بہت خطرناك ہے.

جیسا کہ ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے کہ بعض لوگ اپنے ولایت میں موجود عورت اور لڑکی کا مناسب اور کفو و برابری کا رشتہ آنے پر وہ رشتہ رد کر دیتے ہیں، لیکن لڑکی قاضی کے پاس اپنا معاملہ لانے سے شرماتی ہے تا کہ وہ اس کی شادی کرے، اور یہ چیز فی الواقع پائی جاتی ہے.

لیکن اس لڑکی کو چاہیے کہ وہ مصلحت اور خرابی و مفاسد دونوں میں موازنہ کرے کہ ان میں کونسی چیز زیادہ اور شدید ہے، آیا وہ بغیر شادی کے رہے اور اس کا ولی اپنے مزاج کے مطابق اس پر حکم چلاتا پھرے، اور اگر وہ زیادہ عمر کی ہو گئی تو اس کا کوئی رشتہ بھی نہیں لےگا، یا پھر قاضی کے پاس جا کر اپنا مقدمہ پیش کرے کہ وہ شادی کرنا چاہتی ہے حالانکہ یہ اسے شرعی حق بھی ہے.

بلاشك و شبہ دوسرا عمل یعنی قاضی کے پاس جانا بہتر اور اولی ہے کہ قاضی کے پاس جا کر شادی کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ اس کا حق ہے؛ اور اس لیے بھی کہ اس کا قاضی کے پاس جانا اور قاضی کا اس کی شادی کرانے میں دوسری عورت کے لیے بھی مصلحت پائی جاتی ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے جس طرح یہ قاضی کے پاس اپنا مقدمہ لائی ہے دوسری عورت بھی اپنا مقدمہ لے آئے.

اور اس لیے بھی کہ اس کا قاضی کے پاس اپنا مقدمہ لانا اس طرح کے ظالم افراد کے لیے ظلم سے رکنے کا باعث اور سبب بنے گا جو اپنی ولایت میں موجود لڑکیوں پر ظلم کرتے اور انہیں برابر اور مناسب رشتہ آنے پر بھی شادی سے روك دیتے ہیں یعنی اس طرح اس میں تین قسم کی مصلحتیں پائی جاتی ہیں:

پہلی: اس عورت کے لیے مصلحت یہ ہے کہ وہ شادی کے بغیر نہیں رہےگی.

دوسری مصلحت: اس کےعلاوہ دوسری عورت کے لیے مصلحت ہے کہ دوسری عورتوں کے لیے بھی دروازہ کھل جائیگا کہ وہ اس انتظار میں ہیں کہ کوئی مقدمہ لے کر جائے تو وہ بھی اس کی اتباع کریں.

تیسری مصلحت یہ ہے کہ: اس طرح کے ظالم ولیوں کو ظلم سے روکا جا سکےگا جو اپنی بیٹیوں اور یا پھر اللہ نے جن پر ان کو ولی بنایا ہے وہ ان پر اپنے مزاج کے مطابق حکم چلاتے پھرتے ہیں.

اور پھر اس میں یہ مصلحت بھی پائی جاتی ہے كہ اس طرح رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے حكم پر بھی عمل ہو جائيگا:

" جب تمہارے پاس كوئى ايسا رشتہ آئے جس كا دين اور اخلاق تمہيں پسند ہو تو اس سے اپنى بيٹى كا نكاح كر دو اگر ايسا نہيں كرو گے تو پھر زمين ميں لمبا چھوڑ فساد بپا ہو گا "

اور اس طرح اس ميں ايك خاص مصلحت يہ بھی پائى جاتى ہے كہ اس طرح ان افراد كى حاجب بھی پورى ہو گى جو عورتوں كا رشتہ طلب كرتے ہيں اور وہ دينى اور اخلاقى طور پر اس كے برابر اور كفو كا ہوتا ہے " انتہى

منقول از: فتاوى اسلاميۃ (3 / 148).

حاصل يہ ہوا كہ: اسلامك سينٹر كے چئرمين كے ليے عضل يعنى ولى كا شادى سے روكنے كى حجت اور دليل كى بنا پر آنے والى عورت كى شادى كرانے ميں جلد بازى سے كام نہيں لينا چاہيے، بلكہ وہ اس عورت سے سوال كرے اور تحقيق كرے كہ رشتہ رد كرنے كا سبب كيا تھا، اور اگر اس كے ليے كوئى مناسب اور معقول سبب واضح ہو جائے تو پھر اسے شادى كرانے كا حق نہيں.

اور اگر شادى كرنے سے انكار كا كوئى معتبر سبب نہ ہو اور اس عورت كا كوئى اور ولى بھی نہ ہو تو پھر اسلامك سينٹر كا چئرمين اس عورت كى شادى كرا دے، خاص كر جب ولى بار بار شادى كرنے سے انكار كر چكا ہو.

واللہ اعلم.